از

حکیم الامۃ امام ولی اللہ محدث دہلوی

۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ

مع اردو ترجمہ

از احقر عبد الحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اما بعد فيقول الفقير إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَحْمَدُ الْمَدْعُوُّ بِوَلِيِّ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ اَحْسَنَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِمَا اُشْهِدُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَنْ حَضَرَ مِنَ الْمَلٰۤئِكَةِ وَالْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَنِّيْ اَعْتَقِدُ مِنْ صَمِيْمِ قَلْبِيْ اَنَّ لِلْعَالَمِ صَانِعًا قَدِيْمًا لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ وَاجِبًا وُجُوْدُهٗ مُمْتَنِعًا عَدَمُهٗ ۔ وَهُوَ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ مُتَّصِفًا بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ مُنَزَّهًا عَنْ جَمِيْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ عَالِمٌ لِجَمِيْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ قَادِرٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُمْكِنَاتِ ۔ مُرِيْدٌ لِجَمِيْعِ

اما بعد! پس کہتا ہے بندہ اپنے رب کی رحمت کا محتاج، احمد جس کو ولی اللہ بن عبد الرحیم کے نام سے پکارا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں پر احسان فرمائے کہ میں اللہ تعالیٰ کو اور جو ملائکہ، جنات اور انسان حاضر ہیں۔ ان کو گواہ بنا کر اپنے عقائد کے بارے میں کہتا ہوں کہ میں خلوص قلب سے اسبات کا اعتقاد رکھتا ہوں، کہ تمام عالم کا ایک صانع (بنانے والا) قدیم ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کا وجود واجب ہے اور اس کا عدم ممتنع ہے۔ (جس کا ہونا ضروری اور اس پہ فنا اور عدم محال) اور وہ بڑا اور عالی شان ہے

الْكَائِنَاتِ، حَيٌّ، سَمِيْعٌ، بَصِيْرٌ
لَا شَبِيْهَ لَهُ وَلَا ضِدَّ لَهُ، وَلَا
نِدَّ لَهُ وَلَا مِثْلَ لَهُ، وَلَا
شَرِيْكَ لَهُ فِيْ وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ
وَلَا اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ وَلَا
فِي الْخَلْقِ وَالتَّدْبِيْرِ فَلَا
يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ أَيْ أَقْصٰى
غَايَةَ التَّعْظِيْمِ إِلَّا هُوَ، وَلَا
يَشْفِيْ مَرِيْضًا، وَلَا يَرْزُقُ
رِزْقًا وَلَا يَكْشِفُ ضُرًّا إِلَّا
هُوَ بِمَعْنٰى أَنْ يَقُوْلَ لِشَيْءٍ كُنْ
فَيَكُوْنُ لَا بِمَعْنَى التَّسَبُّبِ الْعَادِيِّ
الظَّاهِرِيِّ، كَمَا يُقَالُ شَفَى
الطَّبِيْبُ الْمَرِيْضَ، وَرَزَقَ
الْأَمِيْرُ الْجُنْدَ، فَهٰذَا غَيْرُهُ
وَإِنِ اشْتَبَهَ فِي اللَّفْظِ، وَلَا
ظَهِيْرَ لَهُ، وَلَا يَحِلُّ فِيْ غَيْرِهِ

اور تمام کامل صفات کے ساتھ متصف
ہے اور زوال اور نقص کی تمام علامتوں
سے پاک اور منزہ ہے، وہ تمام مخلوقات
کا خالق ہے اور تمام کائنات کی باتوں
کا جاننے والا ہے اور تمام مخلوقات پر
پوری قدرت رکھتا ہے اور تمام کائنات
کی (ایجاد و قیام) کا ارادہ کرنے والا ہے
زندہ ہے سننے اور دیکھنے والا ہے،
کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی
چیز اس کی ضد اور مقابل ہے اور نہ کوئی
چیز اس کی مثل ہے اور اس کے واجب الوجود
ہونے اور عبادت کے استحقاق اور پیدا کرنے
اور تدبیر میں کوئی اس کا شریک نہیں۔
پس عبادت کا استحقاق اس کے سوا کسی کیلئے
نہیں، اور عبادت انتہائی درجہ کی تعظیم کو
کہا جاتا ہے کسی مریض کو اسکے سوا کوئی
شفا نہیں بخشتا اور نہ کسی کو اس کے سوا

وَلَا يَتَّحِدُ بِغَيْرِهٖ۔ وَلَا يَقُوْمُ بِذَاتِهٖ
حَادِثٌ وَلَيْسَ فِيْ ذَاتِهٖ وَلَا
فِيْ صِفَاتِهٖ حُدُوْثٌ وَاِنَّمَا
الْحُدُوْثُ فِيْ تَعَلُّقِ الصِّفَاتِ
بِمُتَعَلِّقَاتِهٖ حَتّٰى يَظْهَرَ الْاَفْعَالُ
وَحَقِيْقَتُهٗ اَنَّ التَّعَلُّقَ اَيْضًا
لَيْسَ بِحَادِثٍ وَلٰكِنَّ الْحَادِثَ
هُوَ الْمُتَعَلَّقُ۔ فَيَظْهَرُ اَحْكَامُ
الْمُتَعَلِّقِ مُتَفَاوِتًا لِتَفَاوُتِ
الْمُتَعَلَّقَاتِ، وَهُوَ بَرِيْءٌ عَنِ
الْحُدُوْثِ وَالتَّجَدُّدِ مِنْ جَمِيْعِ
الْوُجُوْدِ۔ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ وَلَا عَرَضٍ
وَلَا جِسْمٍ وَلَا فِيْ حَيِّزٍ وَجِهَةٍ
وَلَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِهٰهُنَا وَهُنَاكَ
وَلَا يَصِحُّ عَلَيْهِ الْحَرَكَةُ وَالْاِنْتِقَالُ
وَالتَّبَدُّلُ فِيْ ذَاتِهٖ وَلَا فِيْ
صِفَاتِهٖ۔ وَلَا الْجَهْلُ وَلَا

کوئی روزی پہنچاتا ہے۔ اور ضرر اور
تکلیف کو اس کے سوا کوئی دور نہیں کر
سکتا۔ اور اس کا یہ کام اس طرح سے
کہ جب وہ کسی چیز کو بغیر ظاہری اسباب
کے کہدے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اس
طرح نہیں جس طرح ظاہری اور عادی اسباب
کے تحت کوئی چیز ہوتی ہے جیسا کہ لوگ
کہتے ہیں کہ طبیب نے مریض کو شفا دی اور
امیر لشکر نے لشکر کو رزق دیا کیونکہ یہاں
مراد ظاہری اسباب کے تحت علاج ومعالجہ
کرنا اور تنخواہ وغیرہ دینا ہوتا ہے یعنی
اس کے علاوہ ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے بولا
جاتا ہے اگرچہ الفاظ ایک جیسے ہیں اور
اللہ تعالیٰ کا کوئی معین اور پشت پناہ
نہیں، اور نہ وہ کسی دوسری چیز میں حلول
کرتا ہے اور نہ وہ غیر کے ساتھ مل کر متحد
ہوتا ہے اور اس کی ذات کیساتھ کوئی حادث

الْكِذْبُ، وَهُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ وَلٰكِنْ لَّا بِمَعْنَى التَّحَيُّزِ وَالْجِهَةِ بَلْ لَّا يَعْلَمُ كُنْهَ هٰذَا التَّفَوُّقِ وَالْاِسْتِوَاءِ اِلَّا هُوَ۔ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِمَّنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مِنْ لَّدُنْهُ عِلْمًا۔

چیز قائم نہیں ہو سکتی (نو پیدا چیز جو پہلے نہ تھی) پس اس کی ذات میں اور صفات میں کسی قسم کا حدوث نہیں ہے البتہ جب اسکی صفات کا تعلق اپنے متعلقات کیساتھ ہوتا ہے تو اس تعلق میں حدوث ہوتا ہے تاکہ افعال ظاہر ہوں۔ اور حقیقت میں یہ تعلق بھی حادث نہیں ہے، حادث صرف اُن صفات کے متعلقات (تمام کائنات کی اشیاء اللہ تعالیٰ کے سوا) ہی ہوتے ہیں، اس لئے اس تعلق کے احکام بھی مختلف اور متفاوت ہوتے ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں مطلقاً کسی قسم کا حدوث نہیں) اور وہ باری تعالیٰ ہر وجہ اور ہر طریق پر حدوث اور تجدد سے بری اور پاک ہے۔ اور وہ نہ جوہر ہے (جو کسی زمان یا مکان میں خود قائم ہوتا ہے) اور نہ عرض ہے (دوسری چیز کے ساتھ قائم ہو جیسا رنگ شکل وغیرہ) اور نہ وہ جسم ہے اور نہ کسی مکان یا جہت میں ہے اور نہ اسکی طرف یہاں اور وہاں کیساتھ اشارہ کیا جا سکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں نہ حرکت کرتا ہے
اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے اور
نہ بدلتا ہے اور اسمیں جہل اور کذب بھی روا نہیں
یعنی کذب اور جہل کا صدور اس سے محال ہے، اور وہ
عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے بارہ میں
فوق العرش ہونا بیان کیا ہے لیکن اسکا یہ مطلب
نہیں کہ عرش اس کا مکان ہے اور فوق اسکی جہت
ہے بلکہ اسکی فوقیت اور استواء کی حقیقت اسکے
سوا کوئی نہیں جانتا، یا پھر وہ پختہ کار علماء جانتے
ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔

وَهُوَ مَرْئِيٌّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِوَجْهَيْنِ. اَحَدُهُمَا اَنْ يَّكْشِفَ عَلَيْهِمْ اِنْكِشَافًا بَلِيْغًا اَكْثَرَ مِنَ التَّصْدِيْقِ بِهٖ عَقْلًا وَكَاَنَّهُ الرُّؤْيَةُ بِالْبَصَرِ اِلَّا اَنَّهٗ مِنْ غَيْرِ مُوَاذَاةٍ وَّمُقَابَلَةٍ وَّجِهَةٍ وَّلَوْنٍ وَشَكْلٍ

اور باری تعالیٰ کا دیدار ایمان والوں کو قیامت کے
دن نصیب ہوگا اور اس دیدار کی دو طرح وضاحت
کی گئی ہے ایک اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان
مؤمنین پر ایسا انکشاف تام ہوجائیگا جو عقلی
تصدیق سے بہت زیادہ ہوگا۔ گویا کہ آنکھ سے
ہی دیکھا ہے لیکن اس میں سامنا، مقابلہ اور جہت
رنگ اور شکل نہیں ہوگا۔ اور یہ وجہ ایسی ہے کہ

وَهٰذَا الْوَجْهُ قَالَ بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ
وَغَيْرُهُمْ وَهُوَ حَقٌّ۔ وَاِنَّمَا خَطَاءَ
هُمْ فِيْ تَاوِيْلِهِمِ الرُّؤْيَةِ بِهٰذَا
الْمَعْنٰى اَوْ حَصْرِهِمُ الرُّؤْيَةَ فِيْ
هٰذَا الْمَعْنٰى۔ وَ ثَانِيْهِمَا۔ اَنْ
يَّتَمَثَّلَ لَهُمْ بِصُوَرٍ كَثِيْرَةٍ
كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِي السُّنَّةِ
فَيَرَوْنَهٗ بِاَبْصَارِهِمْ بِالشَّكْلِ
وَاللَّوْنِ وَالْمُوَاجَهَةِ كَمَا يَقَعُ
فِي الْمَنَامِ كَمَا اَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ
قَالَ رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ
صُوْرَةٍ فَيَرَوْنَ هُنَالِكَ
عِيَانًا مَا يَرَوْنَ فِي الدُّنْيَا
مَنَامًا وَهٰذَانِ الْوَجْهَانِ
نَفْهَمُهُمَا وَنَعْتَقِدُهُمَا وَاِنْ
كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَرَسُوْلُهٗ

اس کا قول فرقہ معتزلہ نے اور دوسرے لوگوں
(مثلاً شیعہ وغیرہ) نے بھی کیا ہے اور یہ بات فی نفسہ
حق اور درست ہے لیکن انکی غلطی یہ ہے کہ وہ
رؤیت کا یہی معنی کرتے ہیں یا رؤیت کو اسی
معنی میں منحصر مانتے ہیں (جسکی وجہ سے رؤیت
بالابصار کا انکار کرتے ہیں)، اور دوسرا معنی
رؤیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف صورتوں
میں انکے سامنے متمثل ہو جیسا کہ سنت اور
احادیث میں مذکور ہے۔ پس وہ لوگ باری تعالیٰ
کو اپنی آنکھوں کے ساتھ شکل، صورۃ اور رنگ اور
آمنے سامنے کی طرح دیکھیں گے جیسا کہ خواب
میں واقعہ ہوتا ہے جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے دی ہے۔ جہاں آپ نے فرمایا ہے کہ "میں نے اپنے
رب کو اچھی صورۃ میں دیکھا ہے"۔ اسی طرح لوگ
قیامت میں اس کو عیاناً یعنی بالکل ظاہر آنکھوں سے
دیکھیں گے جس طرح دنیا میں خواب کے اندر
دیکھتے ہیں اور رؤیت کی یہ دونوں صورتیں ایسی

اَرَادَ بِالرُّؤْيَةِ غَيْرَهُمَا فَنَحْنُ
اٰمَنَّا بِمُرَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ
وَاِنْ لَّمْ نَعْلَمْ بِعَيْنِهٖ ذَالِكَ
مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَاءُ
لَمْ يَكُنْ وَالْكُفْرُ وَالْمَعَاصِيْ بِخَلْقِهٖ
وَاِرَادَتِهٖ وَلَا يَرْضَاهُ وَهُوَ
غَنِيٌّ لَا يَحْتَاجُ اِلٰى شَيْئٍ فِيْ
ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ، وَلَا حَاكِمَ
عَلَيْهِ، وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْئٌ
بِاِيْجَابِ غَيْرِهٖ، نَعَمْ قَدْ
يَعِدُ شَيْئًا فَيَفِيْ بِالْوَعْدِ
كَمَا وَرَدَ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ۔
وَجَمِيْعُ اَفْعَالِهٖ يَتَضَمَّنُ الْحِكْمَةَ
وَالْمَصْلِحَةَ الْكُلِّيَّةَ عَلٰى مَا
يَعْلَمُ۔ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ اللُّطْفُ
الْجُزْئِيُّ الْخَاصُّ اَوِ الْاَصْلَحُ
الْخَاصُّ لَا قَبِيْحَ مِنْهُ وَلَا

ہیں جنکو ہم سمجھتے ہیں اور ان پر اعتقاد رکھتے ہیں۔
اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کی مراد رؤیت سے انکے علاوہ کوئی اور معنیٰ
ہو تو پھر ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسولوں کی مراد ہے۔ اگرچہ ہم بعینہٖ
اس معنیٰ کو نہ سمجھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے
وہ ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ اور کفر
اور دیگر معاصی اور گناہ اس کے پیدا کرنے اور ارادہ
کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو پسند
نہیں کرتا۔ اور وہ ایسا غنی اور بے نیاز ہے جو
اپنی ذات اور صفات میں کسی چیز کی طرف احتیاج
نہیں رکھتا۔ اور نہ اس پر کوئی حاکم ہے اور نہ
اس پر کوئی چیز کسی غیر کے واجب کرنے سے
واجب ہوتی ہے۔ ہاں لیکن وہ خود از راہِ
لطف و کرم، کسی چیز کا وعدہ فرماتا ہے۔ تو پھر
وہ اس کو پورا کرتا ہے اس وعدے کے خلاف نہیں
کرتا جیسا کہ حدیث میں اس قسم کے الفاظ آئے

يُنْسَبُ فِيْمَا يَفْعَلُ اَوْ يَحْكُمُ اِلٰى جَوْرٍ اَوْ ظُلْمٍ يُرَاعِي الْحِكْمَةَ فِيْمَا خَلَقَ وَاَمَرَ لَا اَنَّهٗ يَسْتَكْمِلُ نَفْسَهٗ وَصِفَاتَهٗ بِشَيْءٍ۔

ہیں کہ وہ چیز اللہ کے ذمہ ہے یا اللہ تعالیٰ
اس کا ضامن ہے، اور اللہ تعالیٰ کے تمام کام
حکمت اور مصلحت کلیہ (عمومی مصلحت) جیسا
کہ وہ بہتر جانتا ہے، پر مشتمل ہوتے ہیں اور اللہ
تعالیٰ پر کسی خاص فرد یا خاص جزئی چیز کے بارہ
میں جو بات اصلح (بہتر بات) ہو واجب نہیں
(جیسا کہ معتزلہ وغیرہ کا اعتقاد ہے کہ جو چیز بندہ
کے لئے اصلح ہو وہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتی ہے)
اور کوئی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبیح نہیں
ہوتی، اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں میں اور اپنے فیصلوں
میں ظلم اور ناانصافی کی طرف منسوب نہیں کیا
جا سکتا (اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم اور ناانصافی نہیں
کرتا) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے یا جو حکم دیا
ہے اس میں حکمت کی رعایت فرمائی ہے لیکن
اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی ذات و صفات میں
کسی شئے سے تکمیل حاصل کرتا ہے (حکمت کی
رعایت سے اسکی ذات یا صفات میں کچھ کمال پیدا ہو ایسا نہیں)

وَاَنْ يَكُوْنَ لَهٗ حَاجَةٌ وَغَرَضٌ
فَاِنَّ ذٰلِكَ ضُعْفٌ وَقُبْحٌ
لَا حَاكِمَ سِوَاهُ فَلَيْسَ لِلْعَقْلِ
حُكْمٌ فِيْ حُسْنِ الْاَشْيَاءِ وَقُبْحِهَا
وَكَوْنِ الْفِعْلِ سَبَبًا لِلثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَاِنَّمَا حُسْنُ الْاَشْيَاءِ
وَقُبْحُهَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَحُكْمِهٖ
وَتَكْلِيْفِهٖ لِلنَّاسِ فَمِنْهَا مَا
يُدْرِكُ الْعَقْلُ وَجْهَهٗ وَ
مَصْلَحَتَهٗ وَمُنَاسَبَتَهٗ لِلثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَمِنْهَا مَا لَا يُدْرِكُهٗ
اِلَّا بِاَخْبَارِ الرُّسُلِ عَنِ اللّٰهِ
تَعَالٰى وَكُلُّ صِفَةٍ مِّنْ صِفَاتِهٖ
وَاحِدَةٌ بِالذَّاتِ غَيْرُ
مُتَنَاهِيَةٍ بِحَسْبِ التَّعَلُّقِ
وَالتَّجَدُّدُ اِنَّمَا هُوَ فِي الْمُتَعَلِّقِ
بِالْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ۔ وَلِلّٰهِ تَعَالٰى

اور اس کو کسی چیز کی طرف حاجت اور غرض
بھی نہیں کیونکہ یہ کمزوری اور قباحت (بری)
بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔
اس کے سوا کوئی حاکم نہیں پس عقل کے لئے
اشیاء کے حسن و قبح میں کوئی حکم یا دخل نہیں
ہے (جیسا کہ معتزلہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اشیاء
کا حسن و قبح عقلی ہے) اور اسی طرح کسی فعل
کے ثواب یا عقاب کے سبب ہونے میں بھی
عقل کا دخل نہیں ہے۔ اشیاء کا حسن و قبح
اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اس کے حکم سے ہوتا
ہے اور اس وجہ سے کہ اس نے لوگوں کو مکلف
بنایا ہے (یعنی حسن و قبح امور شرعیہ کے مکلف
ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ عقل کی وجہ سے)
اب بعض باتیں ایسی ہیں کہ عقل ان کو سمجھتی ہے
اور ان میں ثواب یا عقاب کی مصلحت اور
مناسبت کو بھی جانتی ہے۔ اور بعض چیزیں
ایسی ہیں کہ عقل ان کے حسن و قبح کا ادراک نہیں

مَلَائِكَةٌ عُلْوِيُّوْنَ مُقَرَّبُوْنَ
وَمَلَائِكَةٌ مُوَكَّلُوْنَ عَلٰى
كِتَابَةِ الْاَعْمَالِ وَحِفْظِ الْعَبْدِ
عَنِ الْمَهَالِكِ وَالدَّعْوَةِ
اِلَى الْخَيْرِ، وَيَلِمُّوْنَ بِالْعَبْدِ
لِمَّةَ الْخَيْرِ، لِكُلِّ وَاحِدٍ مَقَامٌ
مَعْلُوْمٌ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا
اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا
يُؤْمَرُوْنَ۔

کر سکتی جب تک کہ اللہ تعالے کے رسول
خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلا نہ دیں اور اللہ تعالیٰ کی
ہر ایک صفت اپنی حقیقت اصلیت کے
اعتبار سے واحد ہے، اور باعتبار تعلقات کے
غیر متناہی اور بے انتہا ہے۔ اور حدوث و تجدد
اس صفت میں نہیں بلکہ اس چیز ممکن و حادث
اشیاء میں ہوتا ہے جس کے ساتھ اس صفت
کا تعلق ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ہیں جو
عالم بالا میں رہتے ہیں۔ اور وہ مقرب بارگاہ
ہیں۔ اور کچھ دوسرے ملائکہ ہیں۔ جو لوگوں کے
اعمال کے لکھنے اور ان کی حفاظت پر مقرر ہیں۔
اور کچھ ایسے ہیں جو بندوں کی مہلک خطرات
سے اور ہلاکتوں سے حفاظت کرتے ہیں اور
کچھ دعوت الی الخیر دیتے ہیں اور بندوں کی طرف
اچھے خیالات ڈالتے رہتے ہیں اور ان میں سے
ہر ایک کا ایک مقام اور ٹھکانا مقرر ہے جو کچھ
اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے اسکی نافرمانی نہیں

کرتے اور جو حکم ہوتا ہے اس کی تعمیل میں سرگرم رہتے ہیں۔

وَمِنْ خَلْقِ اللّٰهِ الشَّيَاطِيْنُ وَهُمْ لَمَّةٌ بِابْنِ اٰدَمَ وَالْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ اَوْحَى اللّٰهُ بِهٖ اِلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ فَهٰذَا حَقِيْقَةُ الْوَحْيِ وَلَا يَجُوْزُ الْاِلْحَاقُ فِيْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهٖ فَيَتَوَقَّفُ الْاِطْلَاقُ عَلَى الشَّرْعِ۔

اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیاطین بھی ہیں جن کا کام یہ ہے کہ انسانوں میں بُرے خیالات اور وسوسے ڈالتے رہتے ہیں، اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (سورۃ زخرف آیت ۵۱) "کہ کسی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام کرے۔ مگر یہ کہ وحی کے ذریعہ سے یا پس پردہ، یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ جو پیغام اللہ تعالیٰ کو منظور ہو وہ فرشتہ اس کے حکم سے پہنچا دے" اور یہی وحی کی حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک اور اسکی صفات میں الحاق (زیادتی) جائز نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ دوسرے

اسماء اور صفات اپنی طرف سے بڑھائے جائیں،
لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کے اطلاق میں
شریعت پر توقف کرنا چاہیئے۔ جو نام اور صفت
شریعت میں وارد ہوا اس کا اطلاق درست ہوگا۔
ورنہ درست نہ ہوگا۔

وَالْمَعَادُ الْجِسْمَانِيُّ حَقٌّ
يُحْشَرُ الْأَجْسَادُ وَيُعَادُ
فِيْهَا الْأَرْوَاحُ، وَتَكُوْنُ
الْأَبْدَانُ تِلْكَ الَّتِيْ
كَانَتْ شَرْعًا وَعُرْفًا
وَإِنْ طَالَتْ أَوْ قَصُرَتْ
كَمَا وَرَدَ أَنَّ ضِرْسَ الْكَافِرِ
مِثْلُ أُحُدٍ۔ أَوْ كَانَتْ
أَلْطَفَ مِنْهَا كَمَا وَرَدَ فِيْ
صِفَةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ،
وَذَالِكَ كَمَا أَنَّ الصَّبِيَّ
هُوَ الَّذِيْ يَشِبُّ وَ

اور قیامت کے دن جسم کے ساتھ زندہ ہونا برحق ہے
جس میں لوگوں کے اجسام جمع کئے جائیں گے اور
ان جسموں میں روحوں کو لوٹایا جائیگا اور یہ ابدان وہی
ابدان ہونگے جو دنیا میں تھے۔ اور شریعت اور عرف
میں جنکو ابدان سمجھا جاتا ہے اگرچہ ان میں قامت کی
درازی یا کوتاہی ہو، جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔
کہ کافر کا دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ یا وہ اجسام
لطیف خوبصورت اور پاکیزہ ہوں جیسا کہ حدیث
میں اہل جنت کے بارہ میں آیا ہے اسکی مثال ایسی
ہے جسطرح چھوٹا بچہ جو بعینہ وہی ہوتا ہے جو ایک وقت
جوان اور دوسرے وقت بوڑھا ہوجاتا ہے۔ چاہے
اسکے اجزاء ابدان میں ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ تبدیلی

يَشِيبُ وَإِنْ تَبَدَّلَتْ الْأَجْزَاءُ فِيهِ أَلْفَ مَرَّةٍ

کیوں نہ واقع ہوئی ہو لیکن ہوتا وہی ہے)

وَالْمُجَازَاتُ وَالْمُحَاسَبَاتُ وَالصِّرَاطُ وَالْمِيزَانُ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ وَهُمَا مَخْلُوقَتَانِ الْيَوْمَ۔

اور اعمال کی جزاء اور حساب اور پلصراط اور میزان برحق ہے اور جنت اور دوزخ حق ہیں۔ اور یہ اس وقت مخلوق ہیں (یہ بات نہیں کہ ان کو قیامت میں پیدا کیا جائیگا جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں بلکہ فی الوقت موجود ہیں)۔

وَلَمْ يُصَرِّحْ نَصٌّ بِتَعْيِينِ مَكَانِهِمَا بَلْ هُمَا حَيْثُ، شَاءَ اللّٰهُ إِذْ لَا إِحَاطَةَ لَنَا بِخَلْقِ اللّٰهِ وَعَوَالِمِهِ۔

اور کسی نص نے ان کا محل اور مکان متعین نہیں کیا بلکہ یہ دونوں وہاں ہیں جہاں اللہ تعالےٰ چاہے۔ کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اور جہانوں کا احاطہ نہیں کرسکتے۔

وَلَا يُخَلَّدُ الْمُسْلِمُ صَاحِبُ الْكَبِيرَةِ فِي النَّارِ وَ هِيَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ يَعْنِي بِالصَّلٰوةِ وَالْكَفَّارَاتِ

اور کسی مسلمان کو جس سے کبیرہ سرزد ہوا ہو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھا جائیگا اور سیئات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۃ نساء آیت ۳۱) میں اس طرح فرمایا ہے کہ جن کاموں سے تم کو منع کیا جارہا ہے اگر تم ان ممنوعات میں سے جو بڑے بڑے گناہ ہیں ان سے بچتے رہو گے تو ہم تمہارے چھوٹے

وَالْعَفْوُ عَنِ الْكَبَائِرِ جَائِزٌ غَيْرَ اَنَّ اَفْعَالَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ عَلٰى وَجْهَيْنِ مُوَافِقًا لِسُنَّةِ اللّٰهِ وَكَائِنٍ عَلٰى سَبِيْلِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ وَعَفْوُ الْكَبَائِرِ عَمَّنْ مَّاتَ بِلَا تَوْبَةٍ جَائِزٌ مِنْ بَابِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ۔

چھوٹے قصور تم سے زائل کر دیں گے، یعنی نماز اور دیگر کفارات کی وجہ سے۔ اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیرے گناہوں کو معاف کر دے لیکن اللہ تعالیٰ کے افعال دنیا اور آخرت میں دو طرح ہیں۔ ایک یہ کہ دستور اور عادت کے مطابق واقع ہوں اور دوسرے یہ کہ عادت اور دستور کے خلاف ہے، جو شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور بلا توبہ مر جائے اس کو معاف کر دینا جائز ہے لیکن یہ بات عادت اور دستور کے خلاف ہے۔

وَكَذٰلِكَ الْعَفْوُ عَنْ حُقُوْقِ النَّاسِ جَائِزٌ بِطَرِيْقِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ۔

اور اسی طرح حقوق الناس کو معاف فرما دینا بھی جائز ہے مگر عادت و دستور کے خلاف ہے۔

هٰذَا وَجْهُ التَّطْبِيْقِ بَيْنَ النُّصُوْصِ الْمُتَعَارِضَةِ بَادِيَ الرَّاْيِ وَالشَّفَاعَةُ حَقٌّ لِمَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

اور یہی تطبیق ہے ان متعارض نصوص میں جو بظاہر ایک دوسرے سے متعارض معلوم ہوتی ہے۔ اور شفاعت حق ہے اس کے لئے جس کے بارہ میں خدائے رحمٰن اجازت

وَشَفَاعَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِهٖ حَقٌّ وَهُوَ مُشَفَّعٌ وَحَيْثُ وَقَعَ نَفْيُ الشَّفَاعَةِ فَالْمُرَادُ مِنْهَا الشَّفَاعَةُ الَّتِيْ تَكُوْنُ بِغَيْرِ اِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرِضَائِهٖ ۔

دے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت آپؐ کی امت کے اہل کبائر کے لئے برحق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہوگی۔ اور جہاں قرآن میں شفاعت کی نفی واقع ہوئی ہے اس سے مراد وہ شفاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رضا کے بغیر ہو۔

وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْفَاسِقِ وَتَنْعِيْمُهٗ لِلْمُؤْمِنِ حَقٌّ وَسُؤَالُ الْمُنْكَرِ وَالنَّكِيْرِ حَقٌّ، وَبَعْثَةُ الرُّسُلِ اِلَى الْخَلْقِ حَقٌّ، وَتَكْلِيْفُ اللّٰهِ عِبَادَهٗ بِالْاَمْرِ وَالنَّهْيِ عَلٰى اَلْسِنَةِ الرُّسُلِ حَقٌّ، وَهُمْ مُتَمَيِّزُوْنَ بِاُمُوْرٍ لَا تُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهِمْ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِجْتِمَاعِ، تَدُلُّ عَلٰى كَوْنِهِمْ

★ اور قبر میں فاسق اور بدکار کے لئے عذاب کا ہونا اور نیکوکاروں اور ایمان والوں پر نعمت کا ہونا حق ہے اور قبر میں منکر و نکیر (دو فرشتوں) کا سوال و جواب مردوں سے حق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی ہدایت کے لئے رسولوں کا مبعوث فرمانا حق ہے اور انہی انبیاء و رسل کی زبانوں پر امر و نہی کرنا اور بندوں کو شرعی احکام کی

اَنْبِیَاءُ۔

تکالیف دینا برحق ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام چند باتوں کے ساتھ ممتاز ہوتے ہیں یہ باتیں انکی دوسرے لوگوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اور یہ باتیں اس کا ثبوت ہوتی ہیں کہ یہ انبیاء ہیں۔

مِنْهَا خَرْقُ الْعَوَائِدِ لَهُمْ وَمِنْهَا سَلَامَةُ فِطْرَتِهِمْ وَكَمَالُ اَخْلَاقِهِمْ وَغَيْرُ ذَالِكَ۔

ان میں سے ایک خرق عادت (معجزات) کا ان سے ظاہر ہونا۔ اور ان باتوں میں یہ بھی ہے کہ ان کی فطرت سلیم ہوتی ہے اور ان کے اخلاق کامل درجہ کے ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ میں پائی جاتی ہیں۔

وَالْاَنْبِيَاءُ مَعْصُوْمُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ وَتَعَمُّدِ الْكَبَائِرِ وَالْاِصْرَارِ عَلَى الصَّغَائِرِ۔ يَعْصِمُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِوُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ۔

اور تمام انبیاء علیہم السلام کفر شرک اور عمداً گناہ کبیرہ سے اور صغائر پر اصرار کرنے سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچاتا اور معصوم

اَحَدُهَا اَنْ يَّخْلُقَهُمْ فِي سَلَامَةِ الْفِطْرَةِ وَكَمَالِ اِعْتِدَالِ الْاَخْلَاقِ، فَلَا يَرْغَبُوْنَ فِي الْمَعَاصِيْ بَلْ يَكُوْنُوْنَ مُتَنَفِّرِيْنَ عَنْهَا۔

رکھتا ہے تین طریقوں سے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو پیدا ہی فطرۃ سلیم الفطرۃ اور اخلاق کے کامل اعتدال پر پیدا کرتا ہے۔ اس لئے وہ معاصی میں رغبت نہیں کرتے بلکہ ان سے متنفر ہوتے ہیں۔

وَثَانِيْهَا اَنْ يُّوْحِيَ اِلَيْهِمْ اَنَّ الْمَعَاصِيَ يُعَاقَبُ عَلَيْهَا۔ وَالطَّاعَاتِ يُثَابُ عَلَيْهَا فَيَكُوْنُ ذَالِكَ رَادِعًا عَنِ الْمَعَاصِيْ۔

دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی نازل کرتا ہے کہ معاصی پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا ہوگی اور طاعات اور نیکیوں پر اچھا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ وحی ان کے لئے گناہوں اور معاصی سے روکنے کا باعث ہوتی ہے۔

وَالثَّالِثُ اَنْ يَّحُوْلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمَعَاصِيْ بِاِحْدَاثِ لَطِيْفَةٍ غَيْبِيَّةٍ كَظُهُوْرِ صُوْرَةِ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَاضًّا عَلٰى اِصْبَعِهٖ فِيْ قِصَّةِ يُوْسُفَ

اور تیسری صورت یہ ہے ان انبیاء علیہم السلام کے درمیان اور معاصی کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو جاتا ہے کسی لطیفہ غیبیہ کے ظاہر کرنے سے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے واقعہ

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ - وَدَعْوَتُهٗ عَامَّةٌ لِجَمِيْعِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ، وَهُوَ اَفْضَلُ الْاَنْبِيَاءِ بِهٰذِهِ الْخَاصَّةِ وَبِخَوَاصٍّ اُخْرٰى نَحْوَ هٰذِهٖ -

میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کا ظاہر ہونا، انگلی کو دانتوں سے دبائے ہوئے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں (آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائیگا آپ پر اس مرتبہ کو ختم کر دیا گیا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ کہ مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا ہے) اور آپ کی دعوت تمام جن و انس کے لئے عام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خصوصیت کی بنا پر اور اس کے علاوہ دیگر خصوصیات کی وجہ سے تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

وَكَرَامَاتُ الْاَوْلِيَاءِ وَهُمْ مُؤْمِنُوْنَ الْعَارِفُوْنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهٖ الْمُحْسِنُوْنَ فِيْ اِيْمَانِهِمْ حَقٌّ يُكْرِمُ اللّٰهُ بِهَا

اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ان کرامتوں کے ساتھ نوازتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

مَنْ يَّشَاءُ وَيَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يُّرِيْدُهٗ۔

اور اولیا ان مومنوں کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت رکھتے ہیں اور ایمان میں پختگی اور مضبوطی کے ساتھ نیکیاں کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ وَالْخَيْرِ لِلْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَفَاطِمَةَ وَخَدِيْجَةَ وَعَائِشَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور ہم جنت اور بہتری کی گواہی دیتے ہیں عشرہ مبشرہ کے حق میں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ دس صحابہ جن کو آپ نے ایک ہی مجلس میں بہشت کی بشارت سنائی تھی خلفاء اربعہ، سعید، سعد، طلحہ، زبیر، ابوعبیدۃ ابن جراح، عبدالرحمٰن بن عوفؓ) اسی طرح ★ہم حضرت فاطمہؓ اور ام المومنین خدیجہؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کے حق میں بھی جنت کی گواہی دیتے ہیں۔

وَنُوَقِّرُهُمْ وَنَعْتَرِفُ لِعِظَمِ مَحَلِّهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَكَذٰلِكَ

اور ہم ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور اسلام میں ان کے عظیم مرتبہ کا اعتراف

اَهْلَ الْبَدْرِ وَاَهْلَ بَيْعَتِ الرِّضْوَانِ۔

کرتے ہیں اور اسی طرح اہل بدر اور اہل بیعۃ الرضوان کے حق میں بھی بہتری اور بہشت کی گواہی دیتے ہیں ۔

وَاَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ اِمَامٌ حَقٌّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں ان کے بعد حضرت عمرؓ ان کے بعد حضرت عثمانؓ ان کے بعد حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

ثُمَّ تَمَّتِ الْخِلَافَةُ وَبَعْدَهٗ مُلْكٌ عَضُوْضٌ وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عُمَرُ وَلَا نَعْنِيْ الْاَفْضَلِيَّةَ مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ حَتّٰى يَعُمَّ النَّسَبَ وَالشُّجَاعَةَ وَالْقُوَّةَ وَالْعِلْمَ وَاَمْثَالَهَا ۔ بَلْ هِيَ عِظَمِ نَفْعِهٖ فِى الْاِسْلَامِ

ان چاروں بزرگوں کے زمانہ تک خلافت راشدہ ختم ہوگئی ۔ ان کے بعد جو خلفاء ہوئے ہیں وہ بادشاہ تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں پھر ان کے بعد فضیلت میں حضرت عمرؓ کا مرتبہ ہے اور ان بزرگوں کے افضل ہونے کا یہ معنی نہیں کہ یہ تمام وجوہ سے دوسرں

فَأَمِيْرُ الْأُمَّةِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَوَزِيْرَاهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ بِاعْتِبَارِ الْهِمَّةِ الْبَالِغَةِ فِيْ إِشَاعَةِ الْحَقِّ فَإِنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَيْنِ وَجْهٌ يَأْخُذُ عَنِ اللّٰهِ وَوَجْهٌ يُعْطِي الْخَلْقَ۔ وَلَهُمَا فِي الْأَعْطَاءِ لِلْخَلْقِ۔ تَأْلِيْفًا لِلنَّاسِ وَجَمْعًا لَهُمْ وَتَدْبِيْرًا لِلْحُرُوْبِ يَدٌ طُوْلٰی۔

سے افضل ہیں حتٰی کہ نسب، شجاعت قوت، علم اور اس جیسے دیگر امور میں ممکن ہے کہ بعض دوسرے صحابہ افضل ہوں، بلکہ ان بزرگوں کے افضل ہونے کا یہ معنٰی ہے کہ اسلام میں ان سے جو نفع عظیم ہوا ہے وہ دوسروں سے نہیں ہوا۔ پس امیر تو اصل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابوبکرؓ، عمرؓ آپ کے دو وزیر ہیں۔ انہوں نے حق کی اشاعت میں ہمت بالغہ سے کام لیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت اللہ تعالٰے سے اخذ کرنے کی ہے اور دوسری جہت مخلوق کو دینے کی ہے۔ اور ان دونوں بزرگوں (شیخینؓ) کو خلق خدا کی ہدایت میں اور لوگوں کو جمع کرنے میں اور جہاد

کی بہتر تدبیریں کرنے میں بہت کمال حاصل تھا۔

وَنَكُفُّ اَلْسِنَتَنَا عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ اِلَّا بِخَيْرٍ وَهُمْ اَئِمَّتُنَا وَقَادَتُنَا فِي الدِّيْنِ۔ وَسَبُّهُمْ حَرَامٌ وَتَعْظِيْمُهُمْ وَاجِبٌ وَلَا نُكَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ اِلَّا بِمَا فِيْهِ مِنْ نَفْيِ الصَّانِعِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ وَعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ اَوْ اِنْكَارِ الْمَعَادِ وَالنَّبِيِّ وَسَائِرِ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ۔

۴ اور تمام صحابہ کے بارہ میں ہم اپنی زبانوں کو روکتے ہیں اور سوائے بھلائی اور خیر کے ان کا ذکر نہیں کرتے (یعنی ان پر کسی قسم کی تنقید و جرح نہیں کرتے) وہ دین میں ہمارے مقتدا اور پیشوا ہیں، صحابہ کو گالی دینی حرام ہے اور ان کی تعظیم واجب ہے، اور ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے ہیں جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے خدا تعالیٰ صانع قادر المختار کی نفی ہو۔ یا غیر اللہ کی عبادت کرے، یا معاد اور قیامت کا انکار کرے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے یا دوسری ضروریات دین کا انکار کرے (ضروریات دین میں کسی ایک چیز

کا انکار یا ان کی غلط تاویل کرنے سے کافر ہوگیا)۔

وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ وَشَرْطُهٗ اَنْ لَّا يُؤَدِّيَ اِلَى الْفِتْنَةِ وَ اَنْ يُّظَنَّ قَبُوْلُهٗ۔

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے بشرطیکہ کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور قبول کرنے کا گمان ہو۔

فَهٰذِهٖ عَقِيْدَتِيْ اَدِيْنُ اللهَ تَعَالٰى بِهَا ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا۔

(امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں) یہ میرا عقیدہ ہے اسی کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوں۔ ظاہراً و باطناً اور اول آخر ظاہر باطن میں سب ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْشُرْنِيْ زُمْرَةِ اَتْبَاعِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ٥

اے اللہ میرا حشر بھی ان لوگوں کے گروہ میں فرما جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانیوالوں کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اسکی مخلوق میں سب سے بہتر ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی آل اور تمام صحابہ اور انکے اتباع پر۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

دلیل المشرکین

مصنفہ مولانا احمد الدین صاحب بگویؒ

(تلمیذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ)

مع اُردو ترجمہ

ایضاح المؤمنین

از: مولانا عبدالحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

شرک اور اس کی مختلف قسمیں اور اس کی کثیر الوقوع صورتیں جو عام طور پر انسانی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں، اُن پر بڑے اچھے طریق سے بحث کی گئی ہے، اور ہر ایک بات کی دلیل قرآنی آیات، احادیث نبویہ، قول و فعل صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدینؒ کے اقوال اور سلف صالحین کے مسلمہ اصولوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔ ایک سو تینتیس ۱۳۳ سال کے بعد یہ اہم قلمی کتاب پہلی دفعہ مدرسہ نصرۃ العلوم کی طرف سے زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ بلا تردّد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ انشاء اللہ العزیز

ناشر ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

گوجرانوالہ

خطباتِ شیخ الاسلام

یہ کتاب پہلی بار شائع ہو کر منظر عام پر آگئی ہے جسمیں شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی کے صدارتی خطبات جمع کیے گئے ہیں جو جمعیۃ علماء ہند کے اجلاسوں میں پیش کیے گئے تھے۔

مقدمہ

از : حضرۃ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

قیمت : ۸۰/- روپے